ٹائم ویٹڈ ڈیٹ یونٹ (TWDU)کی شرعی حیثیت

Position under Sharia of Time Weighted Debt Unit

محمد احمد: پی ایچ ڈی سکالر، یونیورسٹی آف دی پنجاب، لاہور، لیکچرر، گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج اصغر مال، راولپنڈی

ڈاکٹر احسان الرحمٰن غوری: ایسوسی ایٹ پروفیسر، ادارہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

Abstract:

Many alternates of interest are set forth nowadays by many scholars of Islam. There is strong need to check their validity in the eye of Islam. TWDU is one of these alternates of interest. We tried our best to check its standard in Islam. We discussed four points in this article: Who set forth this Idea? What is its background? What is the idea and how does it differ from TMCL? What is its standard in the eye of Islam? After analyzing the arguments of TWDU, we found it invalid in the eye of shariah e Muhamdi.

اس آرٹیکل میں ہم یہ واضح کرنے کی کوشش کریں گے کہ ٹی ڈبلیو ڈی یو نظریہ کو کس نے پیش کیا؟ کیوں پیش کیا؟ یہ نظریہ کیا ہے؟ اور کیا یہ شرعی معیار پر پورا اترتا ہے یعنی اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ان سوالات کی ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم آغاز کرتے ہیں اس نظریہ کے پیش کنندہ سے۔

ٹی ڈبلیو ڈی یو نظریہ کے پیش کنندہ کا تعارف:

ڈاکٹر احمد طٰہ العجلونی سعودی عرب کے صوبہ القصیم میں واقع القصیم یونیورسٹی کے کالج آف بزنس اینڈ اکنامکس کے شعبہ بینکنگ اور مالیات کے ممبر ہیں۔ وہ اسلامک بینکنگ اور فنانس کے ماہر ہیں۔ انہوں نے 1996ء میں اسلامک بینکنگ میں ایم ایس کیا اور پھر 2004ء میں اسلامک فنانس میں پی ایچ۔ڈی کی ڈگری حاصل کی۔[1]

ٹی ڈبلیو ڈی یو نظریہ کا پس منظر:

جب مسلم ممالک میں مغربی طرز پر بینکاری شروع ہوئی تو سب سے بڑا مسئلہ جو درپیش تھا وہ تھا سود۔ مسلم عوام آسانی سے اس سودی نظام کو قبول کرنے والی نہیں تھی کیونکہ اسلام میں سود لینے سے باز نہ آنے کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اعلان جنگ کے مترادف قرار دیا گیا تھا۔ اگرچہ

مسلمانوں میں بہت سی عملی کمزوریاں آچکی تھیں لیکن پھر بھی مسلمانوں میں سود کو ابھی تک اس طرح کا قبول عام حاصل نہیں ہوا جس طرح یورپی ممالک میں حاصل ہو چکا ہے۔ جبکہ مغربی بینکاری نظام چل ہی سود کی بنیاد پر رہا ہے۔ اگر کہا جائے کہ اس نظام کا سود کے بغیر چلنا ممکن ہی نہیں ہے تو شاید یہ غلط نہ ہو گا۔ لیکن سود خوروں نے ایک گہری چال چلتے ہوئے بینک کو کچھ سہولیات مہیا کرنے والا ادارہ بنایا ہے۔ لہذا اس چال کی بدولت نہ صرف لوگوں کی توجہ اسے ختم کرنے کی طرف سے ہٹ گئی بلکہ لوگ اس طرح کے ادارے بنانے کی ضرورت محسوس کرنے لگے۔ اسی لیے سود کے مخالفین کی اکثریت نے بھی بینک کو بالکل ختم کرنے کی بجائے اسے سود کے بغیر چلانے پر زور دیا اور سود کے متبادلات پیش کرنا شروع کر دیے جن سے ان کے خیال کے مطابق بینک کے ادارے کو سود کے بغیر بھی چلانا ممکن تھا۔ یوں سود کے متبادلات سامنے آنے لگے۔ جب کافی سارے متبالات سود سامنے آگئے تو کچھ لوگوں نے ان کو عملی جامہ پہنانے کے لیے باقاعدہ بینکاری کا آغاز کر دیا اور اپنے حساب سے روایتی بینکاری سے فرق کرنے کے لیے بینک کے شروع میں اسلامی کا سابقہ لگا دیا۔ جب ان اسلامی بینکوں نے عملی زندگی کا آغاز کیا تو انہیں کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مثلاً روایتی بینک تو فریکشنل ریزور بینکنگ (Fractional Reserve Banking) کے اصول پر بینکاری کرتے ہیں اور انہیں جب اچانک کیش کی ضرورت پڑ جائے تو وہ مرکزی بینک سے سود پر کیش حاصل کر کے اپنی ضرورت پوری کر لیتے ہیں۔ اس لیے مرکزی بینک کو ان بینکوں کا آخری سہارا(Lender of the last resort=LLR) کہا جاتا ہے۔

اسی طرح روایتی بینک کسی ایمرجنسی ضرورت میں دوسرے بینکوں سے بھی سود پر قرض لے کر اپنی ضرورت پوری کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کا پیسہ کچھ وقت کے لیے ایک دوسرے کے پاس رہ جائے تو وہ سود کے ذریعے باہم تصفیہ کر لیتے ہیں۔ لیکن اسلامی بینکوں کے قیام کا جواز ہی سود کی مخالفت پر تھا اس لیے وہ کھلم کھلا روایتی بینکوں کے سودی طریقہ کو استعمال کرتے ہوئے اپنے ان اور ان جیسے مسائل کو حل نہیں کر سکتے تھے۔ اس لیے انہیں ان جیسی جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا ان کے حل کے لیے انہوں نے کچھ علماء اسلام سے مدد لینے کا فیصلہ کیا۔ شیخ احمد العجلونی بھی انہیں علماء کرام میں سے ایک ہیں جن کی ان جیسے مسائل کے حل کے لیے، خدمات حاصل کی گئیں۔ اور انہوں نے اپنے مطالعے کے بعد ان اور

ان جیسے مسائل کے حل کے لیے ٹی ڈبلیو ڈی یو کا نظریہ پیش کیا۔ لہذا اب ہم دیکھتے ہیں کہ ٹی ڈبلیو ڈی یو نظریہ ہے کیا؟

ٹی ڈبلیو ڈی یو کا تعارف:

ٹی ڈبلیو ڈی یو وہ نظریہ ہے جسے سود کے متبادل کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ پیش کنندہ کے بقول اس کی بنیاد قرضِ حسن پر ہے۔ اس نظریہ کو پیش کرنے والے شیخ احمد طٰہٰ العجلونی کا کہنا ہے کہ جب انہوں نے مذکورہ بالا قسم کے مسائل کے حل کے لیے مطالعہ کا آغاز کیا تو لٹریچر ریویو کے دوران انہیں ایک ٹائم ملٹی پل کاونٹر لون (قروضِ متبادلہ) کا نظریہ ملا جسے ایک پاکستانی ماہر معاشیات شیخ محمود احمد نے سود کے متبادل کے طور پر پیش کیا تھا۔ اور ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ انہیں ٹائم ملٹی پل کاونٹر لون کا نظریہ اس لیے بہت پسند آیا کہ شیخ محمود نے اپنے نظریہ کی بنیاد قرضِ حسن پر رکھی تھی اور اسے انہوں نے بینکنگ سسٹم اور مجموعی طور پر معیشت میں سے (مائیکرو اور میکرو دونوں لیولز پر) سود کے خاتمے کے لیے پیش کیا تھا۔ العجلونی صاحب کے مطابق شیخ محمود احمد کے نظریہ ٹائم ملٹی پل کاونٹر لون میں اگر کوئی کمی تھی تو وہ صرف یہ کہ اس نظریہ کے بیرون ملک پھیلنے کی کوئی مضبوط دلیل نہیں مل سکی۔ اس وجہ سے ٹی ڈبلیو ڈی یو کی ضرورت پیش آئی۔

ٹی ڈبلیو ڈی یو کی اصل بنیاد ٹائم ملٹی پل کاونٹر لون پر ہے اس لیے ہمیں پہلے یہ سمجھنا ہو گا کہ ٹائم ملٹی پل کاونٹر لون کیا ہے؟ جب ٹائم ملٹی پل کاونٹر لون کو سمجھ لیا گیا تو پھر ٹی ڈبلیو ڈی یو کو سمجھنا چنداں مشکل نہیں رہے گا۔ اس لیے پہلے ہم ٹائم ملٹی پل کاونٹر لون کی وضاحت کرتے ہیں۔

اس تصور کو مثال سے یوں واضح کیا جا سکتا ہے کہ زید کو ایک سال کے لیے ایک ہزار کی ضرورت ہے۔ وہ بینک سے اسکا مطالبہ کرتا ہے تو بینک والے اسے کہتے ہیں کہ وہ سو روپیہ دس سالوں کے لیے جمع کروادے۔ وہ بینک کا ایک ہزار روپیہ ایک سال استعمال کر کے بغیر کسی اضافے کے واپس کر دے اور بینک اس کا سو دس سال استعمال کر کے بغیر کسی اضافے کے واپس کر دے گا۔ اس طرح ان کے خیال میں دونوں سود سے بچ جائیں گے۔

شیخ محمود احمد فرماتے ہیں:

"اس تجویز کے پس منظر میں یہ نقطہ نظر کارفرما ہے کہ درج ذیل سب قرض برابر قدر و قیمت رکھتے ہیں:

ایک سال کے لیے ایک ہزار -/۱۰۰۰ دو سال کے لیے پانچ سو -/۵۰۰

چار سال کے لیے اڑھائی سو -/۲۵۰ پانچ سال کے لیے دو سو -/۲۰۰

دس سال کے لیے ایک سو -/۱۰۰"2

اس بحث سے یہ بات واضح ہو گئی کہ شیخ محمود کے نظریہ کی بنیاد ٹائم ویلیو ہے۔اور یہی بنیاد شیخ احمد العجلونی کے نظریہ ٹی ڈبلیوڈی یو کی ہے۔اب ہم ٹی ڈبلیوڈی یو کی تھوڑی وضاحت کرتے ہیں تاکہ اس کا ٹائم ملٹی پل کاونٹر لون سے اس کا اشتراک وافتراق واضح ہو جائے۔

شیخ احمد العجلونی نے ٹی ڈبلیوڈی یو کی کیلکولیشن روزانہ کی بنیاد پر کچھ اس طرح سے کی ہے کہ سال کو 365 دنوں کا فرض کرتے ہوئے ایک سال کو تین سو پینسٹھ دنوں پر تقسیم کیا ہے مثلاً(365÷1)تو جواب یہ آیا0.002739726اور پھر اسے زر کی معیاری رقم کے ساتھ ضرب دیا جیسے 1000 دینار کو (0.002739726×1000)تو جواب آیا2.739726027۔یوں وقت کے لحاظ سے ایک ہزار دینار کے ایک دن کے قرض کے یونٹ مل گئے۔اس کو انہوں نے مختلف میعادوں کے حساب سے ایک ٹیبل بنا کر یوں سمجھایا ہے:

Table of Time-Weighted Debt Units for 1000 Islamic Dinars for Different Maturities

Amount	Days	Weighted Time	Time-Weighted Debt
1000	1	0.003	2.740
1000	10	0.027	27.397
1000	20	0.055	54.795
1000	30	0.082	82.192
1000	45	0.123	123.288
1000	60	0.164	164.384
1000	90	0.247	246.575
1000	120	0.329	328.767
1000	150	0.411	410.959
1000	180	0.493	493.151
1000	365	1.000	1000.000

پھرانہوں نے مختلف رقموں اور مختلف میعادوں کے لحاظ سے ایک ٹیبل پیش کیا ہے تاکہ ٹی ڈبلیو ڈی یو کے نظریہ کو اچھی طرح سمجھا جاسکے۔وہ ٹیبل یہ ہے:

Table ofThe TWDUs for different amount and different maturities

Amount	Days	Weighted Time	Time-Weighted Debt Unit
100000	1	0.00273973	274.0
6667	15	0.04110	274.0
3333	30	0.08219	274.0
2222	45	0.12329	274.0
1667	60	0.16438	274.0
1333	75	0.20548	274.0
1111	90	0.24658	274.0
833	120	0.32877	274.0
556	180	0.49315	274.0
417	240	0.65753	274.0
274	365	1.00000	274.0

اس کے بعد تھوڑاآگے چل کر شیخ احمد العجلونی ٹائم ملٹی پل کاونٹر لون اور ٹی ڈبلیو ڈی یو کا ایک تقابلی جائزہ پیش کرتے ہوئے ان میں پائے جانے والے اشتراک وافتراق کو بیان کرتے ہیں۔اس لیے اب ہم ان میں پائے جانے والے اشتراک وافتراق کو اختصار کے ساتھ بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اشتراک:

* ٹی ڈبلیو ڈی یو اور ٹائم ملٹی پل کاونٹر لون دونوں معیشت سے سود کو ختم کرنے کے لیے پیش کیے گئے ہیں۔
* دونوں کی بنیاد قرضِ حسن پر ہے۔
* دونوں نظریات ٹائم ویلیو کو بنیاد بناتے ہیں

افتراق

* ٹائم ملٹی پل کاونٹر لون صرف خالص اسلامی معیشت میں ہی قابل اطلاق ہے جبکہ ٹی ڈبلیو ڈی یو کو اسلامی، سیکولر اور مکس معیشتوں میں بھی بروئے کار لایا جاسکتا ہے۔

* ٹائم ملٹی پل کاونٹر لون کو مائیکرو سطح پر معیشت میں قابل اطلاق فرض کیا جاتا ہے جبکہ ٹی ڈبلیو ڈی یو مائیکرو و بیانے پر معیشت میں سیالیّت کے مسلے کو حل کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہے۔
* ٹائم ملٹی پل کاونٹر لون کو طویل مدتی مالیاتی پروگرامز کے لیے ڈیزائن کیا گیا ہے جبکہ ٹی ڈبلیو ڈی یو قلیل مدتی فنانسنگ کی بھی سہولت دیتا ہے۔
* ٹائم ملٹی پل کاونٹر لون صرف دو پارٹیوں میں معاہدہ ہوتا ہے جبکہ ٹی ڈبلیو ڈی یو دو یا دو سے زیادہ میں بھی معاہدہ کی سہولت دیتا ہے۔
* ٹائم ملٹی پل کاونٹر لون کو بنیادی طور پر صرف بینکنگ قرض کے لیے ڈیزائن کیا گیا ہے جبکہ ٹی ڈبلیو ڈی یو کو بینکنگ میں اور دوسرے مالیاتی اداروں میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔[3]

اس طرح کے کچھ اور فرق بھی بیان کیے گئے ہیں لیکن ہمارا مقصود کیونکہ ان سے ہی پورا ہو جاتا ہے اور سب کا ذکر طوالت کا بھی باعث تھا جس وجہ سے ان کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اب ہم آتے ہیں اس آرٹیکل کے چوتھے اور آخری مرحلے کی طرف اور وہ ہے ٹی ڈبلیو ڈی یو کی شرعی حیثیت کے بارے میں۔

ٹی ڈبلیو ڈی یو کی شرعی حیثیت:

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اگرچہ ٹائم ملٹی پل کاونٹر لون اور ٹی ڈبلیو ڈی یو میں چند ایک فرق موجود ہیں لیکن یہ دونوں نظریات بنیادی طور پر قروضِ متبادلہ کے تصور پر قائم ہیں اور ٹی ڈبلیو ڈی یو کی اصل بنیاد بھی ٹائم ملٹی پل کاونٹر لون ہی ہے اور ٹی ڈبلیو ڈی یو ٹائم ملٹی پل کاونٹر لون کی ہی ایک ترقی یافتہ شکل ہے جس وجہ سے ان میں کچھ چیزیں مشترک ہیں اور کچھ میں تھوڑا تھوڑا فرق ہے۔ لہذا اب ہم اس بنیاد کا شریعت کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں جس بنیاد پر یہ دونوں نظریات قائم ہیں اور وہ بنیاد ہے قرض کے بدلے قرض۔ شیخ محمود نے قرض کے عوض قرض کو قرضِ حسنہ کے تحت رکھا ہے اور قرآن کریم کی آیت "هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ"[4]

احسان کا بدلہ احسان کے سوا کیا ہے؟

اس پر منطبق کیا ہے۔ وہ اپنی کتاب 'سود کی متبادل اساس' میں لکھتے ہیں:

"دراصل فقہی نقطہ نظر سے اس اساس کا کوئی نام رکھا جائے تو شاید احسان کی صفت کا حامل اسے قرار دیا جا سکتا ہے۔"[5]

اس لیے اب ہم قرض کے عوض قرض کے بارے میں ان کی بیان کی گئی دلیل کا جائزہ لیتے ہیں کہ آیا اس آیت مبارکہ کا انطباق انہوں نے درست کیا ہے یا نہیں؟

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس آیت کریمہ کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا اصل تعلق آخرت سے ہے۔ لیکن اگر کہا جائے کہ اشارتاً تو دنیا میں بھی اچھائی کا بدلہ اچھائی سے دینے کی ترغیب اور رہنمائی اس سے لی جا سکتی ہے۔ اس لیے دنیا میں بھی بھلائی کا بدلہ بھلائی سے ہونا چاہیے اور متبادل قرض بھی اس کے زمرے میں آتا ہے۔ تو اس کا جواب جاننے کے لیے سب سے پہلے ہمیں احسان کے مطلب کو سمجھنا پڑے گا اور پھر یہ دیکھنا ہو گا کہ جن آیات کا تعلق آخرت سے ہوتا ہے ان سے دنیاوی معاملات میں کس طرح رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ یاد رہے کہ قرآن کریم میں کچھ دوسرے مقامات پر دنیا میں بھی احسان کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ مثلاً سورۃ النحل میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ"[6]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ عدل، بھلائی اور اور رشتہ داروں کو (خرچ سے مدد) دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی کے کاموں، ناشائستہ حرکتوں اور ظلم وزیادتی سے روکتا ہے، وہ خود تمہیں نصیحتیں کر رہا ہے کہ تم نصیحت حاصل کرو۔

سب سے پہلے ہم عدل اور احسان کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

عدل اور احسان کے لغوی اور اصطلاحی معنی

قاموس الوحید میں عدل کے معنی:

"العدل: انصاف، انصاف یہ ہے کہ آدمی کو اس کا واجب حق دیا جائے اور اس سے اس پر واجب حق لیا جائے (۲) مثل، نظیر، مماثل، مقابل کی چیز (۳) برابری (۴) بدلہ (فدیہ)"[7]

قاموس الوحید میں احسان کے معنی:

"الاحسان: اچھا برتاؤ، نیک عمل۔"[8]

مفتی محمد شفیع صاحب اپنی تفسیر 'معارف القرآن' میں احسان کے لغوی معنی یوں بیان کرتے ہیں:

"اس کے لغوی معنی اچھا کرنے کے ہیں۔"[9]

اور مفتی صاحب عدل اور احسان کا فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس آیت میں اوّل عدل کا حکم دیا گیا پھر احسان کا بعض ائمہ تفسیر نے فرمایا کہ عدل تو یہ ہے کہ دوسرے کا حق پورا پورا اس کو دیدے اور اپنا وصول کرلے، نہ کم نہ زیادہ، اور کوئی تکلیف تمہیں پہنچائے تو ٹھیک اتنی ہی تکلیف تم اس کو پہنچاؤ نہ کم نہ زیادہ، اور احسان یہ ہے کہ دوسرے کو اس کے اصل حق سے زیادہ دو اور خود اپنے حق میں چشم پوشی سے کام لو، کہ کچھ کم ہو جائے تو بخوشی قبول کرلو، اسی طرح دوسرا کوئی تمہیں ہاتھ یا زبان سے ایذاء پہنچائے تو تم برابر کا انتقام لینے کے بجائے اس کو معاف کردو بلکہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دو اس طرح عدل کا حکم تو فرض و واجب کے درجہ میں ہوا اور احسان کا حکم نفلی اور تبرّع کے طور پر ہوا۔"[10]

اس سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ شیخ محمود احمد صاحب کو متبادل قرض کو احسان قرار دینے میں بھی غلطی لگی ہے کیونکہ لغوی اور اصطلاحی لحاظ سے بھی اس کی مشابہت عدل سے ہے نہ کہ احسان سے۔ اس لیے احسان سے تو اس کا کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا۔

کیا احسان کے بدلے احسان کی شرط لگائی جاسکتی ہے؟

دوسری بات یہ ہے کہ شرط لگانے اور شرط نہ لگانے سے احکام بدل جاتے ہیں۔ مثلاً صدقہ وغیرہ بھی احسان ہی کی ایک قسم ہے کیونکہ اللہ صدقہ دے کر احسان جتلانے سے منع کرتے ہیں۔ سورۃ البقرۃ میں ارشار باری تعالیٰ ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا ۖ لَا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِمَّا كَسَبُوا ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ"[11]

ترجمہ: مومنو! اپنے صدقات (وخیرات) احسان رکھنے اور ایذا دینے سے اس شخص کی طرح برباد نہ کر دینا جو لوگوں کو دکھاوے کیلیے مال خرچ کرتا ہے اور خدا اور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتا تو اس (کے مال) کی مثال اس چٹان کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی پڑی ہو اور اس پر زور کا مینہ برس کر اسے صاف کر ڈالے (اسی طرح) یہ (ریاکار) لوگ اپنے اعمال کا کچھ بھی صلہ حاصل نہیں کر سکیں گے اور خدا ایسے ناشکروں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ صدقہ ہے تو احسان لیکن احسان کو جتلانے کی اجازت نہیں کیونکہ احسان جتلانے کے بعد نہ صرف اس احسان کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے بلکہ مزید یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسے احسان جتلانے والے اللہ تعالیٰ کے ناشکرے بھی ہیں اور وہ ہدایت پر نہیں ہوتے کیونکہ اس جرم کی سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نہیں دیتے۔

یاد رہے کہ قرض کو بھی احادیث میں آدھا صدقہ قرار دیا گیا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ قرض کو واپس لینے کی اجازت ہے اسی لیے اس کا ثواب آدھا ہے جبکہ صدقہ کو کسی بھی صورت میں واپس نہیں لیا جا سکتا۔

اب اگر کوئی شیخ صاحب کے فارمولے کہ تحت صدقہ کے بدلے میں صدقہ دینے کی شرط لگائے تو کیا وہ احسان جتلانے کے زمرے میں تو نہیں آئے گا؟ اور کیا شیخ صاحب کے اصول کے مطابق اسے بھی " هَلۡ جَزَاءُ الۡإِحۡسَانِ إِلَّا الۡإِحۡسَانُ " کے تحت نہ صرف جائز بلکہ باعث ثواب قرار دیا جا سکتا ہے؟ کیا ایسا جرم کرنے کے بعد بھی ہم ناشکرے تو نہیں بنیں گے اور ہدایت پر ہی ہوں گے؟ اور جس جس کے ساتھ قرآن میں احسان کا حکم دیا گیا ہے کیا ہر ایک سے مذکورہ بالا آیت کے تحت احسان کے بدلے احسان کرنے کی شرط لگانا درست ہے؟ نہیں تو کیوں؟

ظاہر ہے کہ یہاں تو عدل کی شرط لگانے کی بھی اجازت نہیں کیونکہ جتنا ایک آدمی صدقہ دے اور اتنا ہی وصول کرے تو یہ عدل کے تحت آئے گا نہ کہ احسان کے۔ احسان کے بدلے احسان کی شرط لگانا تو دور کی بات صرف اسے جتلانا بھی جائز نہیں ہے۔ اور صرف احسان جتلانے سے ہی تمام اجر ضائع اور جتلانے والے کا شمار ناشکروں میں ہوتا ہے۔ تو اگر احسان کے بدلے احسان کی کوئی شرط لگائی جائے تو بجائے ثواب کے الٹا کتنا گناہ ہو گا اس کا تو اندازہ کرنا بھی مشکل ہے۔ شرط لگانے سے احکام کے بدل جانے

کے اصول کو شیخ صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں اس لیے خود ان کے مطابق بھی اگر شرط لگا کر قرض پر کوئی زیادتی لی جائے تو وہ سود بن جاتی ہے اور اگر شرط نہ لگائی جائے تو وہ سود نہیں بنتی۔[12]

اس سے معلوم ہوا کہ شرط سے پہلے جو چیز بھلائی تھی وہی شرط کے بعد انتہاء درجے کی برائی بن گئی ہے۔

اس اصول سے بات کتنی واضح ہو جاتی ہے کہ ایک چیز جو شرط سے پہلے کتنی اچھی ہوتی ہے وہ شرط لگانے کے بعد کتنی بری بن جاتی ہے۔اس لیے شرط کے بغیر اگر مقروض قرض خواہ کو کچھ دے تو ایسی زیادتی احسان کے بدلے احسان کے تحت آئے گی۔ کیونکہ جتنا کوئی دے اتنا ہی اسے واپس کرنا عدل ہو گا اور اس سے زیادہ احسان۔ اور اگر شرط لگانا جائز ہوتی تو ایسی زیادتی ہی احسان کے بدلے احسان کے زمرے میں آتی نہ کہ متبادل قرض۔ کیونکہ جتنا ایک نے دیا اتنا ہی لیا تو یہ عدل کے تحت آئے گا نہ کہ احسان کے۔

آخرت کے متعلق آیات سے کس طرح رہنمائی لی جاسکتی ہے:

اب ہم دیکھتے ہیں کہ آخرت کے متعلق آیات سے کس طرح رہنمائی لی جاسکتی ہے۔ کیونکہ ایسی آیات کا مطلب سمجھنے میں غلطی کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔آخرت کے متعلق جو آیات ہیں ان سے صرف اس قدر رہنمائی لی جاسکتی ہے کہ جیسے دنیا میں کسی کا حکم مان کر اور اس کی فرمابرداری کر کے ہمیں کچھ ملنے کی توقع ہوتی ہے اور جو مزدوری بھی نہ دے تو اسے دنیا والے ظالم سمجھتے ہیں۔ اور اللہ تعالی نے تو اپنے بندوں سے وعدہ کر رکھا ہے کہ وہ کسی پر ظلم نہیں کریں گے۔ ظاہر ہے پھر وہ کسی کی مزدوری نہیں رکھیں گے اور اپنے فرمانبردار بندوں کو اپنی فرمانبرداری کے عوض بہترین اجر دیں گے۔ لیکن ان آیات کا من و عن مفہوم دنیا میں سمجھ لینا ہی ایک غلطی ہوتی ہے۔ مثلاً اگر شراب جنت میں حلال ہو گی تو اس سے یہ مراد نہیں لیا جاسکتا کہ دنیا میں پائی جانے والی شراب بھی حلال ہے۔ صرف لفظی مشابہت کو دیکھ کر ہی حکم لگا دینا درست نہ ہو گا۔ اسی طرح وہ آیت جس سے اکثر قرض حسنہ پر دلیل دی جاتی ہے وہ بھی آخرت کے متعلق ہی ہے۔

اللہ تعالٰی فرماتے ہیں:

"مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً وَاللَّهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ"[13]

ایسا بھی کوئی ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دے، پس اللہ تعالیٰ اسے بہت بڑھا چڑھا کر عطا فرمائے گا اللہ ہی تنگی اور کشادگی کرتا ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

اس آیت کا مطلب اگر من و عن دنیا میں لیا جائے تو یہ مطلب بنے گا کہ کوئی آدمی یہ اعلان کر سکتا ہے کہ اگر کوئی مجھے قرض دے گا تو میں اسے کئی گنا بڑھا کر واپس کروں گا۔ یعنی سود مفرد ہی نہیں بلکہ سود مرکب بھی دینا جائز قرار پائے گا۔ اور اگر شیخ محمود صاحب والے طریقے سے شرط بھی داخل کر دی جائے تو سود مفرد اور سود مرکب (سود در سود) لینا اور دینا دونوں نہ صرف جائز ہوں گے بلکہ ایسا کرنا سنت الٰہی بھی ہو گا۔ اس ساری بات سے یہ واضح ہوا کہ آخرت کے متعلق آیات کا مطلب ہمیں من و عن اس دنیا میں مراد نہیں لینا چاہیے ورنہ بہت سے احکام کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ناممکن ہو جائے گا۔

اب جائزہ لیتے ہیں شیخ صاحب کے ان جوابات کا جو انہوں نے متبادل قرض پر شرعی نقطہ نظر سے کیے گئے اعتراضات کا رد کرتے ہوئے دیے ہیں۔

متبادل قرض کے تصور پر کسی کا اعتراض اور شیخ صاحب کا جواب:

شیخ صاحب فرماتے ہیں:

"شرعی نقطہ نظر سے پہلا اعتراض جو اس تصوّر پر ایک صاحب نے کیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ قرض کے بدلے قرض کی بیع ہے، جو احادیث میں منع ہے۔"[14]

شیخ صاحب اس اعتراض کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"دین کے عوض دین کی بیع کی تفصیل فقہ کی کتب میں جس طرح بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ مشتری بائع سے کوئی چیز قرض پر خریدتا ہے، مدّتِ قرض گزرنے کے بعد چونکہ اس سے ادائیگی نہیں ہوتی اس لیے وہ بائع سے کہتا ہے کہ جو قرض میں ادا نہیں کر سکا اس کی جگہ مجھے مزید مہلت دے دو اور قرض کی رقم اتنی بڑھا لو۔"[15]

شیخ صاحب نے صرف دین کے عوض دین کی ایک صورت بیان کی ہے جبکہ علماء اس کے علاوہ بھی بہت سی صورتیں بیان کرتے ہیں مثلاً: عبدالرحمٰن کیلانی صاحب لکھتے ہیں:

"اسی طرح کی بیع کو جس میں دونوں طرف ادہار ہو مگر جانور کی تخصیص نہ ہو۔ بلکہ کوئی بھی چیز ہو بیع الدین بالدین یا بیع الکالی بالکالی بھی کہتے ہیں۔ مطلب سب کا ایک ہی ہے کہ دونوں طرف عوضین موجود نہ ہوں۔ اور اس کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ سٹہ بازی میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے کہ نہ فروختنی مال موجود ہوتا ہے نہ اس کی قیمت۔ صرف بیعانہ پر سودا بازی ہو جاتی ہے۔ ایسی تمام صورتوں سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔"[16]

اس سے معلوم ہوا کہ ادھار کی ادھار کے ساتھ بیع کی کوئی ایک خاص شکل وصورت نہیں کہ جس کے بارے میں کہا جائے کہ صرف یہی صورت قرض کے بدلے قرض کی بیع ہے اور اس کے علاوہ کوئی دوسری صورت مراد نہیں ہو سکتی۔ بلکہ جس میں بھی ادھار کی ادھار کے ساتھ بیع ہو وہی بیع الدین بالدین میں داخل سمجھی جائے گی۔

اس لیے علماء کے درمیان کسی چیز کے بارے میں اختلاف بھی ہو سکتا ہے کہ وہ قرض کے بدلے قرض کی بیع کے تحت آتی ہے کہ نہیں۔ اور یہی معاملہ قرض کے عوض قرض کا ہے۔ کیونکہ بعض علماء کے خیال میں یہاں بیع کا وجود ہی نہیں ہے جبکہ روایت میں بیع کے واضح الفاظ موجود ہیں۔ وہ روایت یہ ہے:

"عن بن عمر: أن النبي صلى الله عليه و سلم نهى عن بيع الكالىء بالكالىء"[17]

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ بیشک نبی ﷺ نے ادھار کی ادھار کے عوض بیع سے منع کیا ہے۔

اسی لیے شاید متقدمین میں سے کسی عالم نے قرض کے عوض قرض کے لینے دینے کو ادھار کے بدلے ادھار والی بیع کے تحت منع نہیں کیا۔ لہذا قطعی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ قرض کے عوض قرض لینا اس لیے منع ہے کہ ادھار کے بدلے ادھار کی بیع سے منع کیا گیا ہے۔

بقیہ کیے گئے تمام اعتراضات کا شیخ صاحب نے ایک ہی جواب دیا ہے اس لیے پہلے ہم ان اعتراضات کو مختصر طور پر بیان کرتے ہیں پھر شیخ صاحب کے دیے گئے جواب کا جائزہ لیتے ہیں۔

بقیہ اعتراضات کا خلاصہ:

اعتراضات کا خلاصہ یہ ہے:

کچھ علماء نے یہ اعتراض کیا کہ حدیث میں ہے کہ ہر وہ نفع جو قرض کی وجہ سے ہو وہ ناجائز ہے۔ اور کچھ نے کہا کہ یہ مشروط قرض ہے اس لیے اس کی اجازت نہیں کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ جو شخص قرض دے وہ سوائے قرض کی واپسی کے اور کوئی شرط نہ لگائے۔

شیخ صاحب کا جواب:

اس جیسے تمام اعتراضات کا جو جواب شیخ صاحب نے دیا ہے اس کا ماحاصل یہ ہے کہ ہر جگہ مشروط اور معین نفع ہی مراد ہوتا ہے۔ غیر مشروط اور غیر معین نفع سود کی تعریف میں نہیں آتا۔ اس کی مثالیں انہوں نے یہ پیش کی ہیں۔ پہلی مثال یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کئی واقعات میں قرض لے کر ادائیگی کے وقت کچھ زیادہ عطا فرمایا تھا۔ دوسری مثال یہ ہے کہ مضاربت جائز ہے حالانکہ غیر معین نفع کی شرط تو مضاربت میں بھی ہے، لیکن باوجود مشروط قرض ہونے کے مضاربت جائز ہے۔ اور اگر نفع مشروط اور معین ہو تو ناجائز ہے خواہ ایک مٹھی گھاس ہی کیوں نہ ہو جس طرح بعض روایات میں مذکور ہے۔ جبکہ متبادل قرض کے تصوّر میں متعین نفع کی کوئی شرط سرے سے موجود نہیں ہے اس لیے اسے شرعی معنوں میں مشروط قرض کہنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔[18]

شیخ صاحب کے جواب سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ قرض پر نفع مشروط بھی جائز ہے جیسا کہ انہوں نے مضاربت والی مثال میں کہا ہے۔ اور شیخ صاحب کے مطابق صرف اور صرف معین نفع ہی حرام ہے۔ لیکن جہاں تک مضاربت کا تعلق ہے تو اس کے سمجھنے میں شیخ صاحب کو غلطی لگی ہے۔ کیونکہ مضاربت ایک کاروبار ہے اور اس میں نقصان کی صورت میں سرمایہ مہیا کرنے والے (رب المال) کا سرمایہ اور مال لے کر کام کرنے والے (مضارب) کی محنت دونوں کو نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے اس لیے دونوں کو نفع لینا جائز ہے۔ شیخ کی بات تو اس وقت درست ہو سکتی تھی جب یوں نفع لینا جائز ہوتا کہ مضاربت میں مال مہیا کرنے والا یہ شرط لگائے کہ وہ صرف نفع میں حصہ لے گا اور نقصان کا ذمہ دار نہیں ہو گا۔ یہ مشروط منافع کی مثال بنتی تھی لیکن ایسا کرنا مال مہیا کرنے والے کے لیے جائز نہیں ہے اس لیے ان کی پیش کی گئی مثال متبادل قرض کے لیے درست نہیں ہے۔

جوانہوں نے فرمایا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے قرض لے کر ادائیگی کے وقت کچھ زیادہ عطا کیا تھا تو یہ حسن ادائیگی میں آتا ہے۔اور یہ ایسا نفع نہیں ہے جس سے مقروض کو کوئی تکلیف ہوتی ہے بلکہ یہ تو وہ اپنی خوشی سے تحفہ کے طور پر دیتا ہے اور جو کام انسان اپنی خوشی سے کرتا ہے اس میں وہ کسی قسم کی تکلیف محسوس نہیں کرتا۔اور یہ دوران مدت بھی نہیں ہے جس سے یہ محسوس ہو کہ شاید وہ قرض کی مدت بڑھانے کے لیے دے رہا ہے۔مزید یہ کہ قرض خواہ نے اس زائد مال کے لینے کی کوئی شرط بھی نہ لگائی تھی اس لیے یہ مثال بھی مشروط قرض (متبادل قرض) کے لیے درست معلوم نہیں ہوتی۔

اس بحث سے یہ چیز واضح ہوگئی کہ یہ دونوں نظریات (ٹائم ملٹی پل کاونٹر لون اور ٹی ڈبلیو ڈی یو) جس بنیاد پر قائم کیے گئے ہیں وہ شرعی طور پر درست نہیں۔لہذا ٹی ڈبلیو ڈی یو شرعی معیار پر پورا نہیں اترتا اس لیے اس پر عمل پیرا ہونے سے مزید پیچیدگیوں کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

ھٰذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات وحواشی

1 Ahmed Taha AL Ajlouni Dated: 18/08/2018, https://www.researchgat net/profile/Ahmed_AL_Ajloun

2 سود کی متبادل اساس، شیخ محمود احمد، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور، ط۔1، س۔1986، ص53

3 Time-Weighted Debt Units, Dated: 14/04/2014, http://www.researchgate. net/publication/236036035_Time-Weighted_Debt_Units

4 سورۃ الرحمٰن، 55 : 60

5 سود کی متبادل اساس، شیخ محمود احمد، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور، ط۔1، س۔1986، ص57

6 سورۃ النحل، 90:

7 القاموس الوحید (عربی۔اردو)، مولانا وحید الزماں القاسمی، ادارہ اسلامیات، لاہور، ط۔ 1، س۔2001ء، ص1055

8 ایضاً، ص339

9 معارف القرآن، مفتی محمد شفیع، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، ط۔جدید، س۔2008ء، ج5، ص390

10 ایضاً،ص391

11 سورۃالبقرہ،2: 264

12 سود کی متبادل اساس، شیخ محمود احمد،ادارہ ثقافتِ اسلامیہ،لاہور،ط۔1،س۔1986ء،ص63

13 سورۃالبقرہ،2: 245

14 سود کی متبادل اساس، شیخ محمود احمد،ادارہ ثقافتِ اسلامیہ،لاہور،ط۔1،س۔1986ء،ص54

15 ایضاً

16 تیسر القرآن،مولانا عبدالرحمٰن کیلانی،مکتبۃ السلام،لاہور،ط۔7،س۔1426ھ،ج1،ص156

17 سنن البيهقي الكبرى، أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقي،كتاب البيوع، باب ما جاء في النهي عن بيع الدين بالدين، رقم الحديث 10316مكتبة دار الباز، مكة المكرمة، سعودى عرب،ط۔ن،س۔1994م

18 سود کی متبادل اساس، شیخ محمود احمد،ادارہ ثقافتِ اسلامیہ،لاہور،ط۔1،س۔1986ء،ص54تا63